بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورة الرعد

(۴)

(گذشتہ سے پیوستہ)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ
وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ﴿۲۷﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ
اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ

یہ منکرین کہتے ہیں کہ اِس کے پروردگار کی طرف سے اِس شخص پر کوئی نشانی کیوں نہیں اتاری گئی؟ اِن سے کہہ دو، اللہ جس کو چاہتا ہے (اپنے قانون کے مطابق[۱۵۹] اِسی طرح) گمراہ کر دیتا ہے اور اپنا راستہ اُنھی کو دکھاتا ہے جو اُس کی طرف متوجہ ہوں[۱۶۰]، جو ایمان لائے اور جن کے دل اللہ کی اِس یاددہانی سے مطمئن ہوتے ہیں۔ سنو، اللہ کی اِس یاددہانی ہی سے دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے[۱۶۱]۔ جو

۱۵۹؎ یعنی اپنے اِس قانون کے مطابق کہ جو لوگ انفس و آفاق کی نشانیوں سے آنکھیں بند کر کے قبول حق کے لیے معجزوں اور کرشموں کا مطالبہ کریں، وہ اِسی کے مستحق ہیں کہ گمراہ کر دیے جائیں۔

۱۶۰؎ ہدایت پانے کے لیے یہ لازمی شرط ہے۔ آدمی اگر ضد اور ہٹ دھرمی چھوڑ کر خدا کی طرف متوجہ ہو جائے تو اِس نعمت سے لازماً بہرہ یاب ہو جاتا ہے۔

۱۶۱؎ یعنی معجزوں اور کرشموں سے نہیں، بلکہ قرآن سے جب وہ اللہ تعالیٰ کی صفات، اُس کے سنن اور اُس کی

مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾

کَذٰلِكَ اَرۡسَلۡنٰكَ فِیۡۤ اُمَّةٍ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهَاۤ اُمَمٌ لِّتَتۡلُوَاۡ عَلَیۡهِمُ الَّذِیۡۤ اَوۡحَیۡنَاۤ
اِلَیۡكَ وَهُمۡ یَكۡفُرُوۡنَ بِالرَّحۡمٰنِ قُلۡ هُوَ رَبِّیۡ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَاِلَیۡهِ
مَتَابِ ﴿۳۰﴾ وَلَوۡ اَنَّ قُرۡاٰنًا سُیِّرَتۡ بِهِ الۡجِبَالُ اَوۡ قُطِّعَتۡ بِهِ الۡاَرۡضُ اَوۡ كُلِّمَ بِهِ
الۡمَوۡتٰی بَلۡ لِّلّٰهِ الۡاَمۡرُ جَمِیۡعًا اَفَلَمۡ یَایۡئَسِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ لَّوۡ یَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَی
النَّاسَ جَمِیۡعًا وَلَا یَزَالُ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا تُصِیۡبُهُمۡ بِمَا صَنَعُوۡا قَارِعَةٌ اَوۡ تَحُلُّ قَرِیۡبًا

ایمان لائے اور جنھوں نے اچھے عمل کیے، اُن کے لیے خوش خبری ہے اور اچھا ٹھکانا ہے۔ ۲۷-۲۹

(اے پیغمبر)، ہم نے اِسی طرح (ایسی کسی نشانی کے بغیر ہی) تم کو رسول بنا کر بھیجا ہے، ایک ایسی قوم میں جس سے پہلے بہت سی قومیں گزر چکی ہیں، اِس لیے کہ تم اُنھیں وہ پیغام سنا دو جو ہم نے تم پر وحی کیا ہے، ہر چند وہ خداے رحمٰن کا انکار کر رہے ہیں۔[۱۶۲] اِن سے کہو کہ وہی میرا پروردگار ہے، اُس کے سوا کوئی الٰہ نہیں، میں نے اُسی پر بھروسا کیا ہے اور (جانتا ہوں کہ ایک دن) اُسی کی طرف لوٹنا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا قرآن بھی ہوتا جس سے پہاڑ چلنے لگتے یا زمین ٹکڑے ہو جاتی یا اُس سے مردے بولنے لگتے، (تب بھی یہ ایمان لانے والے نہیں تھے)۔[۱۶۳] اِس لیے یہ تمھارا کام نہیں ہے کہ اِنھیں نشانیاں دکھاؤ)، بلکہ تمام اختیار اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ پھر کیا ایمان والے (یہ جان کر بھی اِن سے) مایوس نہیں ہوئے کہ اگر اللہ چاہتا تو سارے انسانوں کو ہدایت دے دیتا؟[۱۶۴] (تم دیکھتے رہو)، اِن

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

معرفت کے دلائل وحجج سے حق کو پوری طرح مبرہن کر دیتا ہے۔ تاہم اِس کے لیے ضروری ہے کہ آدمی حق کو مجرد حق کی حیثیت سے پہچاننے کے لیے تیار ہو جائے۔

۱۶۲؎ یعنی اُس کی بندگی سے گریزاں ہیں اور اُس کے صفات وحقوق میں دوسروں کو اُس کا شریک بنا رہے ہیں۔ قرآن نے جگہ جگہ اِس رویے کو خدا کے انکار سے تعبیر کیا ہے۔

۱۶۳؎ یہ جواب شرط ہے جو اصل میں محذوف ہے۔

مِّنۡ دَارِهِمۡ حَتّٰی یَاۡتِیَ وَعۡدُاللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدِ اسۡتُهۡزِئَ
بِرُسُلٍ مِّنۡ قَبۡلِكَ فَاَمۡلَیۡتُ لِلَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ثُمَّ اَخَذۡتُهُمۡ فَکَیۡفَ کَانَ عِقَابِ ﴿۳۲﴾
اَفَمَنۡ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰی کُلِّ نَفۡسٍۭ بِمَا کَسَبَتۡ وَجَعَلُوۡا لِلّٰهِ شُرَکَآءَ قُلۡ سَمُّوۡهُمۡ

منکروں پر برابر کوئی نہ کوئی آفت اِن کے اعمال کی پاداش میں آتی رہے گی یا اِن کی بستی کے قریب کہیں نازل ہوتی رہے گی، یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آن پورا ہو۔[165] یقیناً اللہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہ کرے گا۔ تم سے پہلے بھی رسولوں کا مذاق اڑایا گیا تو میں نے انکار کرنے والوں کو ڈھیل دی، پھر میں نے اُن کو پکڑا تو (دیکھو کہ) کیسی تھی میری سزا! ۳۰-۳۲

پھر کیا وہ جو ایک ایک شخص کے عمل کی خبر رکھنے والا ہے (اور جو کسی بات پر قدرت نہیں رکھتے، یکساں ہیں؟[166]) اور اِنھوں نے (اِسی بنا پر) اللہ کے شریک بنا لیے ہیں؟ اِن سے کہو، اُن کے نام تو بتاؤ،

۱۶۴؎ یعنی اِن لوگوں کی طرف سے مایوس نہیں ہوئے، بلکہ ابھی تک امید لگائے بیٹھے ہیں کہ اِن کے مطالبات پورے کر دیے جائیں تو یہ ایمان لے آئیں گے، جبکہ اُن پر واضح کر دیا گیا ہے کہ اگر اِس طرح کا ایمان مطلوب ہوتا تو اِس کے لیے معجزے اور کرشمے دکھانے کے تکلف کی کیا ضرورت تھی۔ یہ کام تو اِس طرح بھی ہو سکتا تھا کہ اللہ آن کی آن میں سب کو اپنی قدرت سے مومن بنا دیتا۔ مگر اُس نے ایسا نہیں کیا، اِس لیے کہ وہ چاہتا ہے کہ لوگ عقل و بصیرت سے کام لیں اور اپنے اختیار و ارادہ کی آزادی کے ساتھ پورے شعور سے ایمان لائیں۔ یہی امتحان ہے جس میں انسانوں کو مبتلا کیا گیا ہے۔

۱۶۵؎ مطلب یہ ہے کہ اِن کی طلب کے مطابق معجزے اور کرشمے تو نہیں، مگر تنبیہات نازل ہوتی رہتی ہیں اور اِن کے کرتوتوں کی پاداش میں خود اِن پر یا اِن کے قرب و جوار کے لوگوں پر اِسی طرح نازل ہوتی رہیں گی تاکہ یہ بیدار ہوں اور پیغمبر کی دعوت پر غور کرنے کے لیے تیار ہو جائیں۔ اب یہ اِن پر ہے کہ اِنھی تنبیہات سے متنبہ ہو جائیں یا انتظار کرتے رہیں، یہاں تک کہ وہ آخری عذاب آ جائے جس کی وعید اِنھیں سنائی جا رہی ہے۔

۱۶۶؎ جملے کا یہ حصہ اصل میں محذوف ہے۔ اِس سے متکلم کی نفرت و کراہت کا اظہار ہو رہا ہے۔ گویا اِس طرح کی بات کا ذکر بھی اُسے گوارا نہیں ہے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

اَمۡ تُـنَبِّئُوۡنَهٗ بِمَا لَا يَعۡلَمُ فِى الۡاَرۡضِ اَمۡ بِظَاهِرٍ مِّنَ الۡقَوۡلِ بَلۡ زُيِّنَ لِلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا
مَكۡرُهُمۡ وَصُدُّوۡا عَنِ السَّبِيۡلِ وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ هَادٍ ﴿٣٣﴾ لَهُمۡ عَذَابٌ
فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَلَعَذَابُ الۡاٰخِرَةِ اَشَقُّ وَمَا لَهُمۡ مِّنَ اللّٰهِ مِنۡ وَّاقٍ ﴿٣٤﴾
مَثَلُ الۡجَنَّةِ الَّتِىۡ وُعِدَ الۡمُتَّقُوۡنَ تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ اُكُلُهَا دَآئِمٌ
وَّظِلُّهَا تِلۡكَ عُقۡبَى الَّذِيۡنَ اتَّقَوۡا وَّ عُقۡبَى الۡكٰفِرِيۡنَ النَّارُ ﴿٣٥﴾
وَالَّذِيۡنَ اٰتَيۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ يَفۡرَحُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمِنَ الۡاَحۡزَابِ مَنۡ يُّنۡكِرُ

کیا تم خدا کو ایسی چیز کی خبر دے رہے ہو جس سے وہ (خود اپنی) زمین میں بے خبر ہے یا پھر اوپری باتیں کر رہے ہو[۱۶۷]؟ (نہیں)، بلکہ اِن منکروں کے لیے اِن کا فریب[۱۶۸] خوشنما بنا دیا گیا ہے اور یہ راہ حق سے روک دیے گئے ہیں۔ (حقیقت یہ ہے کہ) جنھیں اللہ (اپنے قانون کے مطابق) گمراہی میں ڈال دے، اُنھیں کوئی راہ دکھانے والا نہیں ہے۔ اُن کے لیے دنیا کی زندگی میں بھی عذاب ہے اور آخرت کا عذاب تو اِس سے کہیں سخت ہے اور اُنھیں کوئی اللہ سے بچانے والا نہ ہوگا۔ ۳۳-۳۴

(اِس کے برخلاف) اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے، اُس کی تصویر یہ ہے کہ اُس کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی، اُس کے پھل دائمی اور اُس کا سایہ لازوال ہوگا[۱۶۹]۔ یہ اُن لوگوں کا انجام ہے جو خدا سے ڈرنے والے ہیں اور منکروں کا انجام یہ ہے کہ اُن کے لیے دوزخ کی آگ ہے۔ ۳۵

ہم نے جن کو کتاب عطا فرمائی ہے[۱۷۰]، وہ اُس چیز سے خوش ہیں جو تم پر نازل کی گئی ہے اور (تمھارے

۱۶۷؎ یعنی بغیر سوچے سمجھے جو منہ میں آئے، کہہ رہے ہو۔ اِس جملے میں جو غصہ اور تحقیر چھپی ہوئی ہے، وہ محتاج بیان نہیں ہے۔

۱۶۸؎ شرک کے لیے یہ لفظ اِس لیے استعمال کیا ہے کہ اِس سے مذہبی پیشوا اپنے آپ کو بھی دھوکا دیتے ہیں اور اپنے اقتدار کو قائم رکھنے کے لیے لوگوں کو بھی دھوکے میں مبتلا کیے رکھتے ہیں۔

۱۶۹؎ اصل الفاظ ہیں: 'اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا'۔ اِن میں 'ظِلُّهَا' کی خبر وضاحت قرینہ کی بنا پر حذف کر دی گئی ہے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

بَعْضَهٗ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ اِلَیْهِ اَدْعُوْا وَاِلَیْهِ مَاٰبِ ﴿۳۶﴾
وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِیًّا وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ
مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّ لَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾

منکرین کے) گروہوں میں ایسے بھی ہیں جو اُس کی بعض چیزوں کو نہیں مانتے[۱۷۱]۔ تم اُن کو صاف کہہ دو کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ خدا ہی کی بندگی کروں اور کسی کو اُس کا شریک نہ ٹھیراؤں۔ میں اُسی کی طرف بلاتا ہوں اور اُسی کی طرف میرا لوٹنا ہے۔ ہم نے یہ کتاب اِسی لیے[۱۷۲] ایک فرمان کی حیثیت سے[۱۷۳] عربی میں اتاری ہے۔ اب اگر تم اُس علم کے بعد[۱۷۴] جو تمھارے پاس آ چکا ہے، اُن کی خواہشوں[۱۷۵] کی پیروی کرو گے تو اللہ کے مقابل میں نہ تمھارا کوئی مددگار رہو گا نہ بچانے والا[۱۷۶]۔ ۳۶-۳۷

---

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۱۷۰؎ یہ صالحین اہل کتاب کا ذکر ہے، اِس لیے 'اُوْتُوا الْكِتٰبَ' کے بجاے 'اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ' کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔ یہی لوگ تھے جنھوں نے بڑے ذوق و شوق کے ساتھ قرآن کا خیر مقدم کیا۔

۱۷۱؎ آگے کے مضمون سے واضح ہے کہ اِن بعض چیزوں میں سب سے نمایاں قرآن کی دعوت توحید تھی جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکرین میں سے بعض گروہ کسی حال میں تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔

۱۷۲؎ اصل میں لفظ 'كَذٰلِكَ' ہے۔ یہ عربی زبان میں اُس معنی کے لیے بھی آتا ہے جسے ہم 'چنانچہ' یا 'اِسی لیے' جیسے الفاظ سے ادا کرتے ہیں۔

۱۷۳؎ یعنی ایک فرمان واجب الاذعان کی حیثیت سے جسے جھٹلایا گیا تو خدا کی عدالت اِسی زمین پر اپنا فیصلہ سنا دے گی۔

۱۷۴؎ یعنی وہ علم قطعی جس میں کسی ریب و گمان کی گنجایش نہیں ہے۔

۱۷۵؎ اصل میں لفظ 'اَهْوَآء' آیا ہے۔ اِس سے یہاں اِن گروہوں کی بدعتیں مراد ہیں، اِس لیے کہ اِن کی بنیاد علم پر نہیں، بلکہ خواہشوں ہی پر ہوتی ہے۔

۱۷۶؎ یہاں بھی خطاب اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے، مگر روے سخن منکرین ہی کی طرف ہے۔ استاذ امام کے الفاظ میں، اِس میں یہ بلاغت ہے کہ سننے والے اچھی طرح متنبہ ہو جائیں کہ اِس حکم کی خلاف ورزی

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلاً مِّنۡ قَبۡلِكَ وَجَعَلۡنَا لَهُمۡ اَزۡوَاجًا وَّذُرِّيَّةً وَمَا كَانَ لِرَسُوۡلٍ
اَنۡ يَّاۡتِىَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾ يَمۡحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثۡبِتُ
وَعِنۡدَهٗۤ اُمُّ الۡكِتٰبِ ﴿۳۹﴾
وَاِنۡ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعۡضَ الَّذِىۡ نَعِدُهُمۡ اَوۡ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيۡكَ الۡبَلٰغُ وَعَلَيۡنَا
الۡحِسَابُ ﴿۴۰﴾ اَوَلَمۡ يَرَوۡا اَنَّا نَاۡتِى الۡاَرۡضَ نَنۡقُصُهَا مِنۡ اَطۡرَافِهَا وَاللّٰهُ يَحۡكُمُ لَا

(اِنھیں اعتراض ہے کہ تم کوئی نشانی کیوں نہیں دکھاتے اور دنیوی علائق کیوں رکھتے ہو)؟ ہم نے، (اے پیغمبر)، تم سے پہلے بھی رسول بھیجے اور (چونکہ انسان ہی تھے، اِس لیے) اُن کو بیویاں بھی دیں اور اولاد بھی۔ اور کسی رسول کے اختیار میں نہیں تھا کہ وہ اذن الٰہی کے بغیر کوئی نشانی لا دکھائے۔ (ہر چیز کے لیے ایک وقت ہے اور) ہر وقت کے لیے ایک نوشتہ ہے۔ اللہ جو کچھ چاہتا ہے، (اُس میں سے) مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے، باقی رکھتا ہے اور اِس نوشتے کی اصل اُسی کے پاس ہے[۱۷۷]۔ ۳۸-۳۹

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

ہم جو وعید اِنھیں سنا رہے ہیں، اُس کا کچھ حصہ ہم تمھیں دکھا دیں گے یا تم کو وفات دیں گے (اور اِس کے بعد اِن سے نمٹیں گے)۔ سو تمھاری ذمہ داری صرف پہنچانا ہے اور اِن کا حساب لینا ہمارا کام ہے۔ کیا یہ نہیں دیکھ رہے کہ اِس سرزمین کو ہم اِس کے کناروں سے کم کرتے ہوئے اِس

کر کے جب پیغمبر بھی خدا کی پکڑ سے نہیں بچ سکتے تو تا بہ دیگراں چہ رسد!

۱۷۷ مطلب یہ ہے کہ خدا کے فیصلے مبرم بھی ہوتے ہیں اور معلق بھی۔ پھر جو معلق ہیں، اُن میں وہ اپنی حکمت و مشیت کے تحت تبدیلی بھی کرتا ہے۔ لیکن جو کچھ کرتا ہے، وہی کرتا ہے، اِس لیے کہ اصل نوشتہ اُسی کے پاس ہے اور کسی دوسرے کے لیے اُس تک رسائی کا کوئی موقع نہیں ہے کہ وہاں جائے اور کسی نشانی کے ظہور کا وقت اپنی مرضی کے مطابق تبدیل کر لے۔

مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ
الْمَكْرُ جَمِيْعًا يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾
وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ
وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ﴿۴۳﴾

کی طرف بڑھ رہے ہیں[۱۷۸]۔ اللہ فیصلہ کرتا ہے، کوئی اُس کے فیصلے کو ہٹانے والا نہیں ہے اور وہ بہت جلد حساب چکا دینے والا ہے[۱۷۹]۔ جو اِن سے پہلے گزرے ہیں، اُنھوں نے بھی چالیں چلی تھیں، مگر چالیں سب اللہ کے اختیار میں ہیں۔ ہر ایک جو کچھ کر رہا ہے، وہ اُس کو جانتا ہے۔ اور یہ منکرین بھی عنقریب جان لیں گے کہ آخرت کی کامیابی کس کے لیے ہے۔ ۴۰-۴۲

(یہ سب سننے کے بعد بھی تمھارے) منکرین کہتے ہیں کہ تم خدا کے بھیجے ہوئے نہیں ہو۔ کہہ دو، میرے اور تمھارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے اور اُن لوگوں کی گواہی جن کے پاس کتاب کا علم ہے[۱۸۰]۔ ۴۳

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

۱۷۸؎ یہ اُن فتوحات کی طرف اشارہ ہے جو اسلام کی دعوت کو مکہ کے اطراف میں حاصل ہو رہی تھیں۔ خدا نے اِسے اپنے اقدام سے تعبیر فرمایا ہے۔ مدعا یہ ہے کہ اگر کوئی نشانی ہی دیکھنا چاہتے ہیں تو اِس نشانی کو کیوں نہیں دیکھتے کہ ہماری دعوت کے اثرات گرد و پیش کے قبائل میں پھیلتے جا رہے ہیں، اِن کا دائرہ تنگ ہو رہا ہے اور صاف نظر آتا ہے کہ اِن کا یہ شہر بھی ایک دن اِس دعوت کی یلغار سے مفتوح ہو جائے گا۔

۱۷۹؎ رسولوں کی بعثت کے بعد اُن کے مخاطبین کے ساتھ کب کیا ہوگا؟ اِس کا فیصلہ اللہ کرتا ہے۔ یہ اُسی فیصلے کا حوالہ ہے۔ اِس کی حیثیت ایک قضاے مبرم کی ہوتی ہے، اِسے کوئی ٹال نہیں سکتا اور جس طرح کہ اوپر فرمایا ہے، رسول کی زندگی میں یا اُس کی وفات کے بعد یہ فیصلہ پورے انصاف کے ساتھ سنا دیا جاتا ہے۔

۱۸۰؎ یعنی صالحین اہل کتاب جن کا ذکر اوپر آیت ۳۶ میں ہو چکا ہے۔

کوالالمپور

۱۶/ مئی ۲۰۱۲ء